خوف کے مارے یہ بچے [ویران دیہات چھوڑ کر] پہاڑوں کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ پہاڑی دروں میں تین راتیں چل کر اُنھوں نے ستر میل کا فاصلہ طے کیا۔ ان میں سب سے چھوٹا بچہ اڑھائی سال اور سب سے بڑا ۱۵ سال کا تھا، وہ ایک غار میں چھپے ہوئے تھے کہ --- میں اُن تک پہنچ گئی۔

سیلی ٹرینچ اِن بچوں میں سے ۲۵ کو اپنے گھر انگلستان لانے میں کامیاب ہو گئیں۔ باقی بچوں کی نقلِ مکانی کے انتظامات کیے جا رہے تھے کہ برطانوی حکومت نے اپنی پالیسی بدلتے ہوئے نومبر ۱۹۹۲ء میں یہ شرط عائد کر دی کہ بوسنیا سے آنے والے مہاجرین کے لیے ویزا کی پابندی ہو گی۔ باقی بچے یوں انگلستان منتقل نہ ہو سکے تاہم جو ۲۵ بچے انگلستان آ چکے تھے، اُنہیں مختلف افراد نے اپنا لیا اور "اُن کو انگریز خاندان میسّر آ گئے ہیں"۔

سیلی ٹرینچ نے انٹرویو لینے والی خاتون کو چشم دید واقعات سناتے ہوئے کہا کہ بوسنیا کی آبادی جن انسانیت سوز مظالم سے گزری ہے، اِس کے نتیجے میں پورے ملک پر خوف طاری ہے۔ "اگر تم نازی ازم کی بات کرتی ہو تو مجھے یقین ہے کہ بوسنیا کی صورتِ حال اِس سے بد تر ہے"۔

متفرّق

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی "تاریخی شخصیت" کا مطالعہ اور اس کے نتائج

گزشتہ چند برسوں میں مسیحی علمی حلقوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کے ازسرِ نو اکتشاف اور اُن کی "واقعی" تعلیمات کے بارے میں جن افکار کا اظہار کیا گیا ہے، [دیکھیے: عالمِ اسلام اور عیسائیت، اپریل ۱۹۹۴ء، جنوری ۱۹۹۵ء] ان کے خلاف ردِ عمل سامنے آنے لگا ہے۔ مسیحی دُنیا کے مسلّمہ عقائد اور رسومات کی تائید میں یکے بعد دیگرے کئی کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ اِن ہی مؤخر الذکر کتابوں میں سے تین پر بنیاد پرست مسیحی جریدے "کرسچنٹی ٹوڈے" کے تبصرہ نگار نے Modern Wise men Encounter Jesus (جدید داناؤں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آمنا سامنا) کے زیرِ عنوان تعارف لکھا ہے۔ اِس "تعارف کا ابتدائیہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

ذرا وہ گیت یاد کیجیے جو بچے کھیل کے میدان میں کودتے ہوئے گاتے ہیں۔ Richman, Poorman, begger, thief/ Doctor, Lawyer, merchant, Chief. (امیر، غریب، فقیر، چور/ ڈاکٹر، وکیل، تاجر، سردار)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخی شخصیت کے بارے میں آئے دن کے علمی نظریات نے الجھاؤ کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچوں کے مذکورہ گیت

کے کرداروں کی طرح دیکھا گیا ہے۔ "آوارہ گرد مبلغ، رومیوں کا دشمن یہودی، پُرجوش کارکن، جادوگر، دُنیا بیزار کسان، پیغمبر، دانائی کی باتیں کرنے والا منطقی۔"

حالیہ برسوں میں شائع ہونے والی کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان تمام اور بعض دوسرے کرداروں میں دکھایا گیا ہے۔ یہ صورتِ حال ایک عام مسیحی کو سب کچھ چھوڑ چھاڑ دینے پر آمادہ کرتی ہے یا وہ ان خیالات کا اظہار کرنے والوں سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سند پر جس عقیدے کے لیے لوگوں نے زندہ جل جانا قبول کر لیا تھا، آج کے بلند مرتبہ اہلِ علم (جن کے تاریخی بیانات بے میل اور بے موڑ ہیں) صرف اس بات پر متفق دکھائی دیتے ہیں کہ وہ عقیدہ کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیش نہیں کیا تھا یا جو کچھ اناجیل بیان کرتی ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عمل اس کے مطابق نہ تھا۔

بعض لوگوں کے نزدیک یہ اُمید ترک کر دینا چاہیے کہ حیاتِ عیسیٰ کے علمی مطالعے سے کوئی نئی روشنی۔۔ یا محض روشنی ہی کا حاصل ہو سکتی ہے۔ قدیم روایات کا وہ سرمایہ جس کی مدد سے ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جانتے ہیں، اسی سرمائے پر مبنی انجیل کے متخصصین جو نتائج نکال رہے ہیں، مسترد کر دینے کے لائق ہیں۔ بعض افراد کی رائے یہ ہے کہ کتاب مقدس کا علمی مطالعہ سرے سے ختم ہی کیوں نہ کر دیا جائے؟

یہ جذبات دائیں بازو کے چند مذہب دوستوں کا محض علم دشمن روّیہ نہیں ہیں، بلکہ ان دنوں مختلف الٰہیاتی مکاتبِ فکر کی حامل درس گاہوں نے اپنے ہاں کتاب مقدس اور کتاب مقدس کی زبان سے متعلق کورسز کم کر دیے ہیں۔ اس تبدیلی کے جو اسباب بتائے گئے ہیں، وہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ایک عمومی بات یہ کہی جاتی ہے کہ مشاورت و تبلیغ جیسی عملی مہارتیں یا سماجی علوم کے میدان میں آج کے موضوعات کا مطالعہ زیادہ وقت کا متقاضی ہے جو ماضی میں کتاب مقدس کے مطالعے کے لیے وقف تھا۔ عملی اور معاصر ضرورتوں کی اہمیت سے کم ہی لوگوں کو اختلاف ہو گا، مگر ان نصابی تبدیلیوں کے پیچھے جو حقیقی محرک کارفرما ہے، اُسے کتاب مقدس کے جدید علم و فضل سے حاصل ہونے والی تشکیک اور متلوّن مزاجی سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر تعلیمی دُنیا سے وابستہ لوگ کتاب مقدس کے علمی مطالعے کے بارے میں متشکک ہیں تو کیا عام لوگوں کو یہ روّیہ اختیار کرنے پر بُرا بھلا کہا جا سکتا ہے۔؟---

سترہویں صدی کے ایک برطانوی باشندے کا "سفرنامہ"

سترہویں اور اٹھارہویں صدی عیسوی میں برطانیہ میں یورپ کے دوسرے ممالک کی طرح اسلام اور مسلمانوں کے خلاف شدید تعصب پایا جاتا تھا، تاہم اٹھارہویں صدی کے آخر میں کسی قدر "توازن" پیدا ہونے لگا تھا۔ سترہویں صدی میں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں جو کتابیں شائع ہوئیں، ان